ملوہہ اور دلمون ــــــ چاند کی دھرتی

(سومیری، دراوڑی اور آریائی مذہبی اساطیر ــــــ ایک مشترک ماخذ)

ڈاکٹر سید صفدر حسین*

Abstract:

This article is basically a critical interoperation of a religues myth, but it has a research sense in the historical context. It one old text about the cultural history of Multan and Indus valley. The famous writers, Mirza Ibn-e-Hanif translated some old texts in Urdu which contributed to revaluate some historical and literary assumptions about the region called Sumeerian civilization. Maloha and Dalmoon are two great symbols in literature woven in the olden days. This article analyses the symbols "Moon Land" with the help of the Ibn-e-Hanif Sibt-e-Hassan and M. Idress Sadiqui. A.L.Bashin who has written it in English is also one other basic reference of this article.

اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت، کائنات یعنی آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرما کر عرش پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور زمین میں آدمؑ کی اولاد کی پیدائش کا سلسلہ شروع ہوا جو روزِ قیامت تک جاری رہے گا۔

> ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ جب کہ اس سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا۔(۱)

اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی تخلیق اپنی منشا اور رضا کے مطابق کی جبکہ زمین کی پیدائش کے بعد جن علاقوں کو بنی آدم کے لیے پسندیدہ اور موزوں قرار دیا اس خطے میں اپنی تمام برکتیں اور نعمتیں عام کر دیں۔ قدرت

* شعبہ سرائیکی، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور۔

نے ایسی سرزمین پر میٹھے پانی کی فراوانی کر دی جس سے اس مٹی کی زرخیزی بڑھ گئی اور یہ علاقہ معاشی اور معاشرتی خوشحالی کی علامت بن گیا۔ بنی نوع انسان نے ایسے ہی خطوں کو آبادی کے لیے پسند اور منتخب کیا اور یہاں پہلے تمدن کی بنیاد ڈالی۔ دنیا کی عظیم اور شاندار تہذیبوں نے ایسے ہی علاقوں میں جنم لیا اور اپنے عروج کو پہنچیں۔ ڈی۔ ڈی۔ کوسمبی کے مطابق:

> ''قدیم ترین اور خالص فطری زندگی کو جو ایک طرح کی حالت تکمیل نصیب تھی۔ اس سے ابتدائی انسان کے انحطاط کی داستانیں متعدد مختلف ممالک کی اقوام کے اساطیر میں پائی جاتی ہیں۔'' (۲)

ڈاکٹر وزیر آغا رقمطراز ہیں:

> ''اسطور یا متھ، یونانی زبان کے لفظ مائی تھوس سے ماخوذ ہے۔ جس کا لغوی معنی ہے وہ بات جو زبان سے ادا کی گئی ہو یعنی کوئی قصہ یا کہانی ابتداء اسطور کا یہی تصور رائج تھا۔ لیکن بعد ازاں کہانی کی تخصیص کر دی گئی۔ یوں کہ اسطور اس کہانی کا نام جو دیوتاؤں کے کارناموں سے متعلق تھی یا ان شخصیتوں کی مہمات کو بیان کرتی تھی جو زمین پر دیوتاؤں کے نمائندہ تھیں۔'' (۳)

دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو کرۂ ارض پر نمودار ہونے والی جغرافیائی تبدیلیوں نے جن خطوں کو پیدا کیا ان میں ملوہہ اور دلمون کے علاقے تھے۔ اساطیری حوالوں میں ملوہہ اور دلمون زمین کی تخلیق کے ابتدائی دنوں میں پیدا ہوئے سومیری مذہبی اساطیر میں دیوتاؤں نے جب کائنات کو تقسیم کیا تو ملوہہ اور دلمون آغاز کائنات کے وقت تخلیق ہوئے تھے۔

''قصہ فردوس'' ایک اساطیری کہانی ہے۔ یہ کہانی دیوی، دیوتاؤں سے متعلق ہے۔ انسانی کردار کا اس سے تعلق نہیں ہے۔ سومیریوں اور بابلیوں کے مطابق یہ کہانی پاکستان سے عراق پہنچی۔ یہ قدیم ترین واقعات ایک پختہ تختی پر درج ہیں جو سومیریوں کے شہر نپور کے آثار قدیمہ کی کھدائی میں دریافت ہوئے۔

> ''قصہ فردوس'' کہانی کا آغاز دلمون (پاکستان) سے ہوتا ہے۔ جب دیوی، دیوتاؤں میں دنیا کی تقسیم کی جا رہی تھی۔ دلمون ''ان کی'' دیوتا اور ''نن ہرسگ'' دیوی کے حصے میں آیا۔ وہ وقت کا آغاز تھا اور وقت کے آغاز میں دنیا ابھی پیدا ہو رہی تھی۔ اس نے ابھی کوئی قطعی شکل اختیار نہیں کی تھی۔ اس کی حیثیت ایک نوشگفتہ کلی یا سورج کی پہلی کرن کی سی تھی۔'' (۴)

ازمنہ قدیم یعنی ساڑھے پانچ ہزار قبل دنیا کی عظیم اور اولین تہذیب عراق کی سومیرین تھی۔ عراق کی سومیری تہذیب کو تاریخ میں سب سے پہلی شاندار اور عظیم تہذیب کا نام دیا گیا ہے۔

> ''یہ خطہ سومیر کہاں تھا اور سومیری کون تھے، عراق کے قدیم شہر بابل اور خلیج فارس کے درمیانی علاقے یعنی زیریں عراق کو تیسری ہزار قبل مسیح میں سومیر (شومیر) کا نام دیا گیا

یہ خیال ہے کہ سومیر کے معنی جنوب کے ہیں۔ سومیر عراق کے زیریں علاقے پر مشتمل تھا۔ اس خطے میں تیسری ہزار قبل مسیح کے دوران دنیائے قدیم کی وہ ممتاز ترین، مہذب و متمدن قوم آباد تھی جو سومیری کہلاتی تھی۔''(۵)

سومیری تہذیب کی دریافت جنوبی عراق میں آثارکاوی کے نتیجے میں برآمد کی گئیں الواح سے ہوتی ہے۔ گیلی مٹی پر لفظ کندہ کر کے چھوتے اور بڑے کتبوں کی شکل میں آگ میں پکا کر تیار کی گئی ہیں۔ ماہرین لسانیات اور محققین ان تحریروں کو پڑھنے میں کامیاب ہوئے تو اس قدیم تہذیب کی تہہ تک پہنچ پائے۔ یہ الواح مذہبی قسم کی تحریروں پر مبنی ہیں۔ یہ سومیری اساطیری قصے، مذہبی حمدیں اور نظموں کے علاوہ دیوی دیوتاؤں کے کارنامے اور سرگرہوں سے متعلق ہیں۔ ان تحریروں سے سومیریوں کے مذہب، عقائد، نظریات اور زندگی سے متعلق تصورات پائے جاتے ہیں۔

''کائنات کی ابتدا کی اساطیر دنیا کے تمام حصوں میں پائی جاتی ہیں۔ دنیا کی کوئی ثقافت ایسی نہیں جس میں آفرینش کی کہانی بیان نہ کی گئی ہو بلکہ ہر تہذیب کے پاس اولیں کہانی کے طور پر موجود ہے۔''(۶)

دنیا کی تخلیق اور سومیری اساطیری کہانی کا ایک مربوط حوالہ ایچ.جی ویلز نے دیا ہے:

''ماضی کی مہذب دنیا کا ایک بڑا حصہ اس بات پر یقین رکھتا تھا کہ یہ دنیا ۴۰۰۴ قبل مسیح میں یک بہ یک معرض وجود میں آئی تھی۔''(۷)

ان اساطیری حوالوں کے مطابق تخلیق کائنات کے وقت کائنات کو تین حصوں، آسمان، زمین اور پانی میں تقسیم کیا گیا۔ ''انو''، آسمان کا، ''اَن لِل''، زمین اور ''ان کی'' پانی کا دیوتا ٹھہرا۔ ''ان کی'' کے معنی ''دھرتی کا بادشاہ'' کے ہیں۔ اسے چاند دیوتا بھی کہتے تھے۔ ''ان کی'' اپنا زیادہ تر وقت ملوہہ اور دلمون میں گزارتا تھا۔ دلمون کی دھرتی سومیرین کے لیے جنت نما تھی۔ سومیری اساطیر میں اسے ''قصہ فردوس'' کے حوالے سے درج کیا گیا ہے۔

دلمن کی دھرتی پاک ہے، دلمن کی دھرتی پاک ہے
دلم کی دھرتی صاف ستھری ہے
دلمن کی دھرتی سب سے زیادہ روشن ہے۔(۸)

(سومیری اساطیر، قصہ فردوس، ایک نظم)

قدیم سومیری ملتان کو ملوہہ اور سندھ کو دلمون کے نام سے پکارتے تھے۔

''ایک وقت تھا جب ملوہہ، ماگان اور دلمون پاکستان ہی کے خطوں کے نام تھے میں سمجھتا ہوں کہ وسطی پنجاب یعنی ملتان اور ہڑپہ کے زیر اثر وسیع و عریض علاقہ ملوہہ کہلاتا تھا بلکہ ملتان شہر کا نام بھی ہزاروں برس پہلے ملوہہ ہی تھا، مکران اور اس سے ملحقہ بلوچستان کا کچھ اور علاقہ ماگان کہلاتا تھا اور دلمون جنوبی بلوچستان اور موجودہ صوبہ سندھ پر مشتمل تھا۔''(۹)

''اَن کی'' دیوتا ملوہہ کا بادشاہ کہلاتا ہے۔

وہ (اَن کی) ملک ملوہہ پہنچا
آپ زو کا بادشاہ (ملوہہ) کے مقسوم کا اعلان کرتا ہے۔
ملک سیاہ، تیرے درخت ہو جائیں وہ کوہستانی درخت بن جائیں
تیرے بیل بلند قامت بن جائیں وہ کوہستانی بیل بن جائیں
تیری چاندی سونا بن جائے
ملک تیری ہر چیز فراواں ہو جائے
تیرے لوگوں کی تعداد بڑھ جائے۔ (۱۰)

(اَن کی اور نظم عالم)

ملوہہ کی وسعت کیا ہے۔ یہ ایک وسیع علاقے کا نام ہے۔

''ملی قبائل کے نسبت سے یا کسی اور وجہ سے ملتان کے نام کے سبب وسطی پنجاب غالباً زیریں پنجاب کا ایک بڑا علاقہ ملوہہ کہلاتا تھا اور یہ ملوہہ ہی وہ علاقہ تھا جس کا ذکر عراق کے قدیم کتبوں میں بار بار ساڑھے چار پونے پانچ ہزار برس بیشتر ملوہہ سے ملتا جلتا ہی کچھ تھا اور یہ ممکن ہے کہ ملتان اس قدیم نام ملوہہ کے نام پر عظیم الشان اور مرکزی شہر کے زیریں اثر سارے علاقے کا نام ''ملوہہ'' ہو، جیسے عراق کے مشہور بابل کے نام پر اس کے زیرے علاقے کا نام بابل تھا۔''(۱۱)

قدیم ترین حوالوں سے ملتان کا ایک بنیادی ماخذ ملی یا ملوئی بھی ہے۔

''دروگوہر کے مولف، اختر وحید کے مطابق ''ملتانی زبان صرف سنسکرت ہی سے نہیں نکلی بلکہ اس کی اصل اور قدیم ملی یا ملئی قوم کی زبان تھی۔''(۱۲)

''ملوہی یا ملوئی ملتان کے اصل باشندے تھے۔''(۱۳)

ایک وقت میں ملتان کا نام ملوہستان بھی رہا ہے۔

''ملی قوم کی وجہ سے خیال کیا جاتا ہے کہ اس شہر کا نام مالی استھان تھا۔''(۱۴)

سکندر اعظم کے وادی سندھ پر حملے کے وقت جنگجو ''ملوئی'' قوم ملتان کے ایک بڑے علاقے میں آباد تھی۔ جس کی نسبت سے اس وسیع علاقے کا نام ''مالوستان'' تھا۔

''تقریباً ۳۲۶ ق م میں سکندر اعظم نے وادی سندھ پر حملہ کیا تو اس وقت ملتان کے وسیع وعریض علاقے میں ملوئی قوم آباد تھی۔ سکندر کی جنگ ملوئی (Malloi) سے ہوئی۔ اس زمانے میں مالو لوگ ملتان اور ساہیوال کے علاقے میں آباد تھے۔''(۱۵)

وادی سندھ کا عظیم تمدن تین ہزار قبل مسیح سے زیادہ کا ہے۔

''دو ہزار اور تین ہزار قبل مسیح کے درمیان کے ہندوستان کے شہروں اور دوسرے ممالک کے اس طرح کے شہروں کے درمیان تجارت تھی۔ وادی سندھ کی شہری ثقافت

کی مدت کا عام اندازہ تین ہزار قبل مسیح تا دو ہزار قبل مسیح کیا جا سکتا ہے۔"(۱۶)

ملوہہ کی وسعت اور قدامت کی تاریخی حیثیت کیا ہے۔ ملوہہ کی شعوری ،تہذیب کی حقیقت کا منظوم (ایپک) حوالہ اس طرح سے ہے۔

ترجمہ: ملوہیا کا صحن

(۳۰۰۰۔۴۰۰۰ ق م)

بہت بڑا صحن

بہت وسیع و عریض، لمبا چوڑا

بیچ میں سانولے رنگ کی سدا سہاگن

سندر ناری ملوہیا چرخہ کات رہی ہے۔ (۱۷)

(ملوہیا سدا سہاگن)

"اَن کی" دیوتا کی نسبت سے ملوہہ کے معنی "چاند کی سرزمین" کے ہیں۔ یعنی چاند دیوتا کے زیرِ نگیں زمین، ملوہہ اور دلمون کی سرزمین اپنے آغاز میں بے آب اور بے رونق تھیں۔ "اَن کی" دیوتا نے اسے شریں پانی سے سیراب کیا اور خوشحال بنایا۔

"وہاں میٹھا پانی نہیں تھا ـــ آب زو کا دیوتا "اَن کی" کے حکم سے سورج دیوتا "اَنو" نے دلمون میں شریں پانی فراہم کیا اور دلمون میں پانی کی فراوانی ہو گئی۔ فصلوں سے کھیت لہلائے اور وہ پشتوں اور گھاٹوں کا ملک مشہور ہو گیا۔"(۱۸)

ان کو فطری مظاہر اور موسمیاتی تغیر کی اساطیر کہا جاتا ہے۔ فطری اساطیر کا تعلق مظاہر پرستی اور موسمیاتی تغیر کا زرعی سماج سے ہے۔

"آسمان، زمین، سورج اور چاند کے حوالے سے کئی اساطیر (موسمیاتی تغیر کی اساطیر کے علاوہ) دنیا کی مختلف تہذیبوں میں موجود ہیں۔"(۱۹)

ملوہہ اور دلمون پر انسانی زندگی ابتدا اور نشو و نما ہوئی تو وادی سندھ میں انسانی تمدن کے بنیادی ڈھانچے کی تشکیل ہوئی۔ معاشرے نے ترقی کی تو تہذیب کی صورت اختیار کر گیا۔ وادی سندھ کی یہ تہذیب دریاؤں کے کنارے پروان چڑھی۔ اس تہذیب کے تجارتی رابطے مصر اور عراق کی عروج یافتہ تہذیبوں سے تھے۔

"تین ہزار قبل مسیح کے آغاز میں تہذیب مقابلتاً ایک طویل رقبے پر منظّم اصول حکومت کے اعتبار سے تقریباً ایک ہی وقت، نیل، فرآت اور سندھ کی دریائی وادیوں میں ارتقاء پزیر ہوئیں۔"(۲۰)

قدیم انسان کے ہاں "مادرِ فطرت" کا تصور کچھ اس طرح ہے۔

"ماں بھی عام نہیں بلکہ اس سے مراد "مادر فطرت" مراد ہے۔ عہد قبل تاریخ میں ماں کو خاصی اہمیت حاصل تھی۔ زونی قوم کا عقیدہ تھا کہ زمین سب کی ماں ہے جس طرح

ماں دودھ پلاتی ہے اس طرح زمین انسانوں کے لیے پانی مہیا کرتی ہے۔۔۔۔۔
ایشیا کوچک، مصر، عراق حتیٰ کہ وادی سندھ میں ایسی مورتیاں کثرت سے پائی گئی ہیں
جو اپنے ہاتھ کو سینے سے دبا رہی ہیں۔''(۲۱)

وادی سندھ کی شاندار چیز جسے دراوڑ تمدن کا نام دیا جاتا ہے۔ وادی سندھ کی ترقی یافتہ اور عروج یافتہ تہذیب کہلاتی ہے۔ یہ تہذیب دنیا کی بڑی بڑی تہذیبوں کی ہم پلہ اور ہم عصر اسور (اشور) اور دا سو دراوڑ نسل کے لوگ تھے جنہوں نے زراعت کو پیشہ کے طور پر اختیار کر رکھا تھا اور سماجی طور پر مادری نظام رائج کئے ہوئے تھے۔ اس تہذیب کا تجارتی اور معاشی لین دین مصر اور عراق سے تھا۔ آسمان سے بارش برسنے کے نتیجے میں زمین کی پیداواری قوت میں اضافے نے انہیں دھرتی کی تخلیقی صلاحیتوں کی طرف مائل کیا۔ آسمان دیوتا اور زمین دیوی کے تصور نے اُنہیں مذہب سے متعلق عقیدہ قائم کرنے میں مدد دی۔ اسی وجہ سے اُنہوں نے ''دھرتی ماتا'' کی پوجا شروع کردی۔

''دراوڑوں میں دھرتی ماتا کا تصور پایا جاتا تھا، ہڑپہ میں ایک چوکور مہر پر ایک عورت
سر کے بل کھڑی دکھلائی گئی ہے اس کے رحم سے ایک درخت نکلا دکھایا گیا ہے یہ بھی
دھرتی ماتا کی دیوی ہے۔''(۲۲)

سبط حسن، آریہ سماج میں دھرتی کی اہمیت پر دراوڑی اثرات کے حوالے سے لکھتے ہیں:
''موئن جہ ڈرو کی ایک مہر میں شیوا پسو پتی کے روپ میں آلتی پالتی مارے اور آسن
دھارے چوکی پر بڑے جاہ وجلال سے بیٹھا ہے۔ اس کے سر پر ہلال کا نشان ہے جو
مادری معاشرے کی علامت ہے۔''(۲۳)

سبط حسن کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ وادی سندھ میں آباد ہونے سے پہلے آریا نہ بت بنانے تھے اور ان کے بت خانے تھے اور یہ نہ بتوں کی پوجا کرتے تھے مگر مقامی باشندوں یعنی دراوڑوں کے نزدیک شکتی اور پروش (مادر ارض اور شیوؔ) دونوں باقاعدہ شخصیتیں تھیں جن کے بت بنائے گئے تھے۔ دُرگا اور شیو کے تصور کے بعد آریاؤں نے ان بتوں کی پرستش شروع کردی۔ آریا دیوتا کے سر پر ''چاند'' کا نشان، دراصل دھرتی ماتا کی علامت سمجھا جاتا تھا۔

ایک ہزار سے دو ہزار قبل مسیح وادی سندھ میں آریا قبائل کی نقل وحرکت تاریخ عالم کا ایک بہت بڑا واقع ہے۔ سندھ وادی میں آریاؤں کی آمد کا سلسلہ تقریباً پانچ سو سال تک جاری رہا۔ وادی سندھ میں آریاؤں کے تسلسل نے ایک نئی تہذیب اور سماج کی بنیاد ڈالی۔ بھیڑ، بکریاں اور مویشی پالنا اور چرانا ان کا پیشہ تھا۔ وادی سندھ میں آریا کاشت کے عمل سے وابستہ ہوئے۔ مقامی باشندوں سے ان کی کشمکش کا عمل کئی عرصہ تک جاری رہا۔ آہستہ آہستہ آریاؤں نے مقامی تہذیب اور ثقافت کے اثرات قبول کرنا شروع کردیئے وہ زمین کی پیداواری قوت سے بہت متاثر ہوئے۔ یہ تصور اُنہوں نے دراوڑ مذہب سے اخذ کیا تھا۔ انہوں نے افزائش نسل اور پیداواری نتیجے میں سماجی ضرورت کے تحت دھرتی کو ماتا قرار دے کر اس کی پوجا شروع کردی۔

''مقامی باشندوں کی مانند اُنہوں (آریا) نے شیوا کو مہالنگم کا خطاب دیا اور

جگد مبا درگا پاورتی اُما کو اس کی بیوی بنا دیا۔"(۲۴)

آریاؤں کے ٹھکانے سندھ وادی کے دریا کنارے تھے۔ آریا اس خطے کے دریاؤں کو مقدس جانتے تھے۔ اسی لیے آریاؤں کے مذہبی مناجات، "ویدوں" میں پہلا "رگ وید" ہے۔ جس کا زیادہ تر حصہ وادی سندھ کے دریاؤں کے کنارے تخلیق کیا گیا۔ آریا ویدوں سے آریا کے سماج، نظریات، عقائد فکر اور تصورات کا پتہ چلتا ہے۔ یہ سینہ بہ سینہ سفر کرتے رہے ہیں اور بہت بعد تحریری شکل میں سامنے آئے ہیں۔

"رگ وید" میں آریاؤں نے وادی سندھ کو "سپت سندھا"، "سپت سندھو" یعنی سات دریاؤں کی سرزمین کہا ہے۔ سند یا ہند کے معنی چاند کے ہیں بمعنی چاند کی سرزمین، 'چاند دیوتا' کی "دیوی زمین" مراد لیا جاتا ہے ابن حنیف "سات دریاؤں کی سرزمین" کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

> "میرے خیال میں سندھو یا سند ہاوا کے معنی چاند کی سرزمین بھی ہو سکتے ہیں۔ سندھو میں شامل 'سن' کے معنی چاند (چاند دیوتا بھی) عراق کے سامی النسل اکادیوں اور بابلیوں کے دور میں وہاں چاند اور چاند دیوتا کو سن کہا جاتا تھا اور چاند دیوتا کی سن کے نام سے پوجا بھی کی جاتی تھی، عراق میں سن چاند دیوتا کی بہن زمین زراعت اور حسن و عشق کی دیوتی تھی۔"(۲۵)

ابن حنیف کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ دراوڑی یعنی وادی سندھ کے قدیم مقامی باشندوں کا سماجی نظام مادری تھا اور یہ زرعی تہذیب کا دور تھا جب یہاں زمین دیوی اور چاند دیوتا کی پوجا ضروری کی جاتی تھی تاکہ دیوی اور دیوتا راضی ہوں۔ چاند پانی لائے اور زمین سونا اُگلے۔ وادی سندھ میں چاند دیوتا کی پرستش اتنے وسیع علاقے میں ہوتی تھی کہ بہت بڑے خطے کو اس کے بڑے دریا "سندھ" کے نام سے پکارا جانے لگا اور ایک وقت میں اس وسیع و عریض علاقے کو "چاند کی دھرتی" کا نام دے دیا گیا۔ وادی سندھ کا ایک بڑا دریا چناب بھی ہے۔ تاریخ میں جن کا نام "چندر بھاگ" اور "چندر آب" بھی آیا ہے۔ یہ دریا کسی دور میں ملتان شہر سے ہو کر گزرتا تھا اب یہ ملتان کے قریب بہتا ہے۔

سرائیکی وسیب وادی سندھ کا ماخذ چاند کی سرزمین ہے۔ سومیری، دراوڑ، آریا کی سماجی اور تہذیبی تاریخ میں مشترک مذہبی حوالہ چاند اور چاند کی دھرتی، چاند کی سرزمین سومیریوں کا دیوتا "اَن کی" ملوہہ اور دلمون کی دھرتی کا بادشاہ، چاند دیوتا، دراوڑی دیوی کے ماتھے پر "ہلال" کا نشان، یہ تصور بعد میں آریاؤں نے لیا اُنھوں نے بھی چاند کو مقدس جانا اور اسے دھرتی سے منسوب کر کے "سند ہاوا" بنا دیا۔ یعنی "سن" Moon Land "چاند کی دھرتی" کہہ دیا۔

سرائیکی وسیب Moon Land چاند کی مناسبت سے جسے سرزمین چاند کہا گیا ہے۔ آج بھی میٹھے پانی، زرخیزی اور پیداواری قوت کے اعتبار سے دنیا بھر میں خوشحال خطہ کے طور پر جانا جاتا ہے۔ یہ علاقہ اپنی مخصوص تہذیب اور شاندار ثقافت کے اعتبار سے اپنی منفرد پہچان رکھتا ہے۔ یہ وہ خطہ ہے جس کے باسی اپنی دھرتی پر ناز کرتے ہیں یہ وہ دھرتی ہے جس کی تاریخ میں کبھی پرستش کی جاتی تھی اور آج دنیا اس کی عظمت کا بھرپور اعتراف کر رہی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سورہ ھود، آیت نمبر ۷، پارہ نمبر ۱۲
۲۔ ڈی۔ڈی۔کوسمبی، ''قدیم ہندوستان، تہذیب وثقافت''، ترجمہ: عرش ملسیانی، بک ہوم، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۴۲
۳۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، تخلیقی عمل، مکتبہ اردو زبان، سرگودھا، ۱۹۷۰ء، ص ۵۱
۴۔ ابن حنیف، ''دنیا کا قدیم ترین ادب''، جلد اول، بیکن بکس، ملتان ۱۹۹۸ء، ص ۳۶۳
۵۔ ابن حنیف، ''سات دریاؤں کی سرزمین''، فکشن ہاؤس، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۸۹
۶۔ قاضی عابد، ڈاکٹر، ''اردو افسانہ اور اساطیر''، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۵۲
۷۔ ایچ جی۔ویلز، ''مختصر تاریخ عالم''، ترجمہ: عاصم بٹ، تخلیقات، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۹
۸۔ ابن حنیف، ''سات دریاؤں کی سرزمین''، ص ۲۷۰
۹۔ ایضاً، ص ۱۳۵
۱۰۔ ایضاً، ص ۳۰۴
۱۱۔ ایضاً، ص ۱۹۵
۱۲۔ اختر وحید، ''در و گوہر''، کاشانہ ادب، ملتان، ۱۹۵۲ء، ص ۸
۱۳۔ درانی، عاشق محمد خان، ڈاکٹر، ''تاریخ ملتان''، بزم ثقافت، ملتان، بار دوم، ۲۰۰۶ء، ص ۱۳
۱۴۔ شبانہ نذر، ''ملتان عرب مورخین کی نظر میں''، شعبہ سرائیکی بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، ۲۰۰۷ء، ص ۲۰
۱۵۔ یحییٰ امجد، ''تاریخ پاکستان، وسطی دور''، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۲۱
۱۶۔ ڈی۔ڈی۔کوسمبی، ''قدیم ہندوستان، تہذیب وثقافت''، ترجمہ: عرش ملسیانی، ص ۸۲
۱۷۔ اختر، شبیر حسن، ''ملوہیا سدا، سہاگن (سرائیکی ایپک)''، سرائیکی ریسرچ سنٹر، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، ۲۰۰۴ء، ص ۱
۱۸۔ ابن حنیف، ''سات دریاؤں کی سرزمین''، ص ۲۶۴
۱۹۔ قاضی عابد، ڈاکٹر، ''اردو افسانہ اور اساطیر''، ص ۵۴
۲۰۔ اے۔ایل باشم، ''ہندوستانی تہذیب کی داستان''، ترجمہ: ایس غلام سمنانی، نگارشات، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۳۴
۲۱۔ رشید احمد، ''تاریخ مذاہب''، زمرد پبلی کیشنز، کوئٹہ، ۲۰۰۰ء، ص ۱۹، ۲۰
۲۲۔ محمد ادریس صدیقی، ''وادی سندھ کی تہذیب''، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۸۶
۲۳۔ سبط حسن، ''پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء''، کتب پبلشر کراچی، ۱۹۷۵ء، ص ۹۵
۲۴۔ ایضاً، ص ۹۵
۲۵۔ ایضاً، ص ۲۲۶